ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 20 | شعبان 1447 / فروری 2026

Pathway to Ilm

شعبان کے مہینے اور اس کی اہمیت کے بارے میں جاننے کے لیے ہمارے نیوز لیٹر کے شمارہ نمبر 8 کو ہماری ویب سائٹ پر دیکھیں:
https://pathwaytoilm.info/feb-urdu/

فلسفۂ رمضان

قرآنِ مجید واضح طور پر بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس بنیادی مقصد کے تحت پیدا فرمایا ہے، وہ عبادت ہے۔ مگر عبادت کا مفہوم صرف چند مخصوص ظاہری اعمال تک محدود نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے احکام کے سامنے سراپا اطاعت بن جانا اور ہر کام میں اس کی رضا کو پیشِ نظر رکھنا ہی عبادت ہے۔

اسی وجہ سے وہ کام بھی عبادت کے دائرے میں آجاتے ہیں جو بظاہر دنیاوی معلوم ہوتے ہیں، جیسے حلال طریقے سے روزی کمانا یا اپنے اہلِ خانہ کے حقوق ادا کرنا۔ مجموعی طور پر عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ عبادات جو براہِ راست اللہ کے لیے انجام دی جاتی ہیں، جیسے نماز اور روزہ، جن کا کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہوتا۔ دوسری قسم ان اعمال پر مشتمل ہے جو دنیاوی نوعیت رکھتے ہیں مگر جب وہ شریعت کے مطابق اور درست نیت کے ساتھ کیے جائیں تو عبادت بن جاتے ہیں۔ اگرچہ دونوں عبادت ہیں، لیکن براہِ راست عبادات کا روحانی مقام بلند تر ہوتا ہے۔

روزمرہ زندگی میں براہِ راست عبادات نسبتاً کم ہوتی ہیں جبکہ بالواسطہ عبادات میں انسان کا زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آدمی دنیاوی مشاغل میں اس قدر الجھ جاتا ہے کہ روحانی ترقی پیچھے رہ جاتی ہے اور مادی ترقی غالب آجاتی ہے۔

رمضان کا مہینہ اسی عدم توازن کو درست کرنے کے لیے آتا ہے۔ اس میں براہِ راست عبادات میں اضافہ اور خالص دنیاوی سرگرمیوں میں کمی ہو جاتی ہے، جس سے سال بھر کے روحانی نقصان کی تلافی کا موقع ملتا ہے۔ روزہ پورے دن کو گھیر لیتا ہے اور مادی لذتوں پر قدغن لگا دیتا ہے، جبکہ راتیں تراویح، تہجد اور سحری جیسی عبادات میں گزرتی ہیں، یوں غیر ضروری نیند بھی کم ہو جاتی ہے۔ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کی کثرت کی ترغیب دی جاتی ہے، جو انسان کے روحانی مقام کو مزید بلند کرتی ہیں۔

رمضان کی یہ حکمت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اس مہینے کو حتی الامکان براہِ راست عبادت کے لیے وقف کرنا چاہیے۔ اسی لیے نیک اعمال کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے تاکہ مسلمان عبادت میں زیادہ سے زیادہ مشغول ہوں اور اعلیٰ روحانی ترقی حاصل کر سکیں۔

حوالہ: مفتی محمد تقی عثمانی – اسلامی مہینے: فضائل و احکام ص 83–86

جنت میں داخل ہونے کے 100 راستے

96
صبح وشام سید الاستغفار پڑھنا

97
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ کا کثرت سے وظیفہ کرنا

98
اذان کا جواب صدق دل سے دینے والا

99
بیماری پر صبر کرنا

100
ہر کام کو اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ ادا کرنا

حوالہ: جنت کے سو راستے از ڈاکٹر شبیر احمد

دعوتِ اسلام اور طعام (کھانے کا واقعہ)

جب وہ آیت نازل ہوئی جس میں رسولِ اکرم ﷺ کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کرنے کا حکم دیا گیا، تو آپ ﷺ نے بنو مُطَّلِب کو ایک کھانے پر مدعو فرمایا۔ یہ کھانا حضرت علیؓ نے تیار کیا تھا۔ اگرچہ وہ کھانا بظاہر صرف ایک آدمی کے لیے کافی تھا، مگر تقریباً چالیس افراد نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پیا، اور یوں سب نے ایک واضح معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تاہم اس سے پہلے کہ نبی ﷺ ان سے خطاب فرماتے، ابو لہب نے طنز و تمسخر کیا اور آپ ﷺ پر جادو کا الزام لگا دیا، جس کے نتیجے میں مجلس منتشر ہو گئی۔

اگلے دن رسولِ اکرم ﷺ نے انہیں دوبارہ جمع فرمایا اور کھل کر اپنا پیغام پیش کیا، انہیں ایمان کی دعوت دی اور آخرت کے انجام سے آگاہ فرمایا۔ اگرچہ ابو لہب آپ ﷺ کا چچا تھا، لیکن وہ آپ کے سخت ترین دشمنوں میں شامل رہا۔ وہ مسلسل مخالفت، تمسخر اور اذیت کا رویہ اختیار کیے رہا۔ اس نے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لیے اپنے بیٹوں کو آپ ﷺ کی صاحب زادیوں کو طلاق دینے پر مجبور کیا، مگر یہی بات بعد میں عزت و شرف کا سبب بنی، جب ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا، جو اسی بنا پر ذو النورین کہلائے۔

اس کے برعکس ابو طالب نے شدید دباؤ اور قریش کی دھمکیوں کے باوجود ہمیشہ رسولِ اکرم ﷺ کی حفاظت اور حمایت کی۔ انہوں نے ہر قیمت پر آپ ﷺ کو دشمنوں کے حوالے کرنے یا آپ کی دعوت کو روکنے سے صاف انکار کر دیا۔

جب نبی ﷺ نے اسلام کی علانیہ تبلیغ شروع کی تو مخالفت اور بھی شدت اختیار کر گئی۔ ابو لہب بازاروں اور مجمعوں میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتا اور لوگوں کو آپ سے دور رہنے کی تلقین کرتا، جبکہ رسولِ اکرم ﷺ انہیں ایک اللہ کی عبادت اور شرک چھوڑنے کی دعوت دیتے تھے۔ بالآخر قریش نے مسلمانوں پر کھلا ظلم و ستم شروع کر دیا، خاص طور پر کمزور لوگوں کو نشانہ بنایا۔ اس موقع پر بنو ہاشم اور بنو مُطَّلِب نے مل کر رسولِ اکرم ﷺ کا دفاع کیا، سوائے ابو لہب کے، جو اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔

یوں ایک طرف رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو نجات اور جنت کی طرف بلا رہے تھے، اور دوسری طرف ابو لہب انہیں کفر اور ہلاکت کی راہ پر لے جانے میں لگا ہوا تھا۔

<u>حوالہ:</u>

سیرت المصطفیٰؐ از محمد ادریس کاندھلویؒ (صفحہ 59-61)

کیا آپ جانتے ہیں؟

حصہ اوّل

جیسے جیسے ہم رمضان المبارک کے قریب آ رہے ہیں—وہ بابرکت مہینہ جس میں قرآنِ مجید نازل ہوا—یہ نہایت مناسب ہے کہ ہم قرآنِ کریم سے متعلق بعض آداب کو سیکھیں اور ان پر غور کریں۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کے آداب میں سے چند اہم آداب درج ذیل ہیں:

1.قرآنِ مجید کا انتہائی ادب، تعظیم اور احترام کرنا۔ (سورۃ البروج: 21-22)

2.قرآن کے درس اور تلاوت کے ساتھ مستقل وابستہ رہنا۔ (صحیح البخاری: 5027)

3.کثرت کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا۔ (صحیح البخاری: 5033)

4.نمازمیں بالخصوص رات کی نمازوں میں قرآنِ مجید کی زیادہ تلاوت کرنا۔ (صحیح مسلم: 2820)

5.قرآنِ مجید کی تلاوت کو روزی کمانے کا بنیادی ذریعہ نہ بنانا۔ (التبیان، امام نوویؒ: 44)

6.قرآنِ مجید کو توجہ اور خاموشی کے ساتھ سننا۔ (سورۃ الاعراف: 204)

7.قرآن کی تعلیمات کے مطابق اپنے اخلاق اور کردار کو سنوارنا۔ (صحیح مسلم: 746)

8.قرآنِ مجید کو کسی قدر بلند اور باوقار جگہ پر رکھنا۔

یہ قرآنِ مجید کے آداب میں سے چند آداب ہیں، جبکہ مزید آداب آئندہ ماہ کے خبر نامے میں حصہ دوم کے طور پر پیش کیے جائیں گے ان شاء اللہ۔

ماخذ: سنن و آداب، ابو بکر بن مصطفیٰ پٹنی، ص 406–408

ہمارے پہلے شائع شدہ مضامین اور نیوزلیٹر کے لئے ہماری ویب سائٹ پر تشریف لائیں اور مندرجہ ذیل لنک کو دبائیں:
www.pathwaytoilm.info